107124 ـ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت میں حکمت

سوال

كيا اسلام ميں اكيلا صرف ايك دن كا روزہ ركھنا جائز نہيں، اور يہ ضرورى ہے كہ يہوديوں كى مخالفت كرتے ہوئے كم از كم دو دن كا روزہ ركھا جائے، كيونكہ يہودى ايك دن كا روزہ ركھتے ہيں، ميرے رائے كے مطابق يہ علت صحيح نہيں آپ اس سلسلہ ميں كيا كہتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

صرف ايك دن كا روزہ ركھنا جائز ہے، ليكن اگر يہ صرف جمعہ يا صرف ہفتہ يا پھر دس محرم كا ہو تو پھر مستحب يہ ہے كہ اس كے ايك دن قبل يا ايك دن بعد روزہ ركھا جائے.

ليكن اتوار يا سوموار يا منگل يا بدھ يا جمعرات كا اكيلا روزہ ركھنے ميں كوئى حرج نہيں، بلكہ سوموار اور جمعرات كا روزہ ركھنا تو سنت ہے.

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو يہ فرماتے ہوئے سنا:

" تم ميں سے كوئى بھى جمعہ كا روزہ مت ركھے، الا يہ كہ اس سے پہلے دن يا بعد والے دن بھى روزہ ركھے، يا پھر وہ اس دن كے اس كى روزہ ركھنے كى عادت كے موافق آ جائے "

صحيح بخارى حديث نمبر (1985) صحيح مسلم حديث نمبر (1144).

مسلم شريف كى روايت ميں ہے:

" ايام ميں جمعہ كے دن روزہ ركھنے كو خاص مت كرو "

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ان احاديث ميں جمہور اصحاب شافعى اور ان كے موافقين كے قول كى ظاہر دلالت پائى جاتى ہے كہ: صرف جمعہ كے دن كا روزہ ركھن مكروہ ہے، ليكن اگر كسى كى عادت كے موافق آ جائے تو وہ ركھ لے، اور اگر وہ جمعہ سے

پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لے تو صحیح ہے، یا پھر اس کی عادت کے موافق ہو جائے، کہ اس نے نذر مانی کہ جس دن اسے شفایابی حاصل ہوگی وہ اس دن کا مستقل طور پر روزہ رکھےگا، تو اسے جمعہ کے دن شفایابی حاصل ہوئی تو ان احادیث کی بنا پر مکروہ نہیں ہوگا.

علماء کرام کا کہنا ہے کہ:

اس سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: جمعہ کا دن ذکر اور دعا اور عبادت کا دن ہے، کہ اس دن غسل کرنا اور نماز جمعہ کے لیے جلد جانا اور نماز جمعہ کا انتظار کرنا اور خطبہ جمع سننا اور جمعہ کے بعد کثرت سے ذکر کرنا، اس کے علاوہ دوسری عبادات کی بنا پر جو اس دن سرانجام دی جاتی ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کی یاد کرو .

اس لیے اس دن روزہ نہ رکھنا مستحب قرار دیا گیا ہے تا کہ عبادت میں ممد و معاون ثابت ہو سکے، اور آدمی نشیط ہو کر یہ عبادات سرانجام دے، اور بغیر کسی تنگی و ملل کے عبادت کا سرور و لذت حاصل کر سکے.

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے یوم عرفہ میں حاجی حضرات کو روزہ رکھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس کے حق میں سنت یہی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے جیسا کہ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے بیان ہو چکا ہے.

اور اگر یہ کہا جائے کہ: اگر واقعی ایسا ہوتا تو جمعہ سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملانے سے یہ نہی اور کراہت زائل نہ ہوتی کیونکہ یہ معنی تو باقی رہتا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: جمعہ سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لینے کی بنا پر وہ کمی دور ہو جاتی ہے جو کمی روزے کی حالت میں وضائف میں کمی رہی تھی، جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت میں جو حکمت ہے اس کے بارہ یہی معتمد ہے.

اور ايك قول یہ بھی ہے کہ: صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے اس خوف کی بنا پر منع کیا گیا ہے کہ کہیں اس کی تعظیم میں مبالغہ نہ کر لیا جائے، کہ جس طرح یہودی ہفتہ کے دن کے بارہ میں فتنہ کا شکار ہو گئے اسی طرح مسلمان بھی جمعہ کے دن کے بارہ میں فتنہ کا شکار نہ ہو جائیں.

لیکن یہ احتمال کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ جمعہ کی نماز وغیرہ دوسرے اعمال پائے جاتے ہیں اور اس کی تعظیم کے بارہ میں بھی روایات ہیں.

اور ایك قول یہ بھی ہے کہ: سبب یہ ہے کہ کہیں لوگ اس کے وجوب کا اعتقاد نہ رکھنے لگیں، لیکن یہ بھی کمزور ہے اس کی سوموار کے روزے سے تنقیض ہو جاتی ہے، کیونکہ سوموار کا روزہ رکھنا مندوب ہے اور اس دور کے احتمال کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا.

اسی طرح یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کے روزے کے ساتھ اس لیے صحیح یہی ہے جو ہم اوپر پیش کر چکے ہیں " واللہ اعلم. انتہی

رہا صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ: جب انسان روزہ رکھتا ہے تو وہ کام سے کمزور ہو جاتا ہے اور کچھ کام چھوڑ دیتا ہے جو کیا کرتا تھا، تو اس طرح یہ یہودیوں کے مشابہ ہو جائیگا جو ہفتہ کے دن کے اعمال چھوڑ دیا کرتے تھے، اس کی تفصیل سوال نمبر (106500) کے جواب میں گزر چکی ہے اس کا مطالعہ کریں.

اور رہا عاشوراء کے بارہ میں تو صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ:

" جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کرام کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اس دن کی تو یہودی اور عیسائی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" آئندہ برس ہم ان شاء اللہ نو تاریخ کا روزہ رکھیں گے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1134).

ایك روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" اگر میں آئندہ برس زندہ رہا تو میں نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا "

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ: دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ صرف دس محرم کا روزہ رکھنے میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، حدیث میں بھی اسی طرح اشارہ ہے.

اور ایك قول یہ بھی ہے کہ: عاشوراء کا روزہ حاصل ہونے میں احتیاط کے لیے، لیکن پہلا قول ہی بہتر ہے, واللہ اعلم

" انتہی

آپ كے ليے واضح ہوگيا ہے كہ حكمت اور علت كى تعيين ايك ايسا امر ہے جس ميں علماء اجتہاد كرتے ہيں، اور آپ نے ديكھا كہ امام نووى رحمہ اللہ نے صرف جمعہ كے دن روزہ ركھنے كى حكمت ميں جو قول كہے گئے ہيں انہيں كس قدر سے غلط كہا ہے.

اس ليے مسلمان پر واجب اور ضرورى ہے كہ وہ شرعى حكم كو تسليم كرے اور سرخم تسليم كر دے، چاہے اسے اس حكم كى علت و حكمت سمجھ ميں آئے يا نہ آئے.

اسے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى بات كو قبول كرتے ہوئے اپنے اوپر نافذ كرنا چاہيے؛ جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

جب اللہ سبحانہ و تعالى اور اس كے رسول كوئى فيصلہ كر ديں تو كسى بھى مومن مرد اور مومن عورت كے ليے اپنے معاملہ ميں كوئى اختيار باقى نہيں رہتا، اور جو كوئى اللہ تعالى اور اس كے رسول كى نافرمانى كريگا تو وہ واضح گمراہ ہوگيا الاحزاب (36).

اللہ سبحانہ و تعالى ہميں اور آپ كو ايسے عمل كرنے كى توفيق دے جنہيں وہ پسند فرماتا اور جن سے راضى ہوتا ہے.

واللہ اعلم

.